

آغاز پختی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اخبارات میں خبریں آرہی ہیں کہ عنقریب حکومت
ملاشیا کے زیرِ اہتمام بڑے پیمانے پر اسلامی ممالک
کی ایک کانفرنس ہو رہی ہے جس میں پاکستان کے علاوہ
اکثر مسلم ممالک کے مندوبین بھی شریک ہوں گے اس کانفرنس کے ایجنڈے پر بہت سی چیزوں
کے علاوہ کئی ایسے امور بھی شامل ہیں جن نے راسخ العقیدہ مسلمانوں اور اسلام کی ابدیت پر
یقین رکھنے والے اہل علم کو بجا طور پر چونکا کر دیا ہے۔ عید الفطر، عید الاضحیٰ اور رمضان المبارک
کی ابتدائی اور آخری تاریخوں کا تعین، زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر کی وصولی کا طریق کار اور مصارف
کا تعین، سود اور بنکاری، تجارت اور کاروبار، عائلی قوانین، شادی اور طلاق، خاندانی منصوبہ بندی
قانون وراثت اور وصیت، اسلامی نقطہ نظر سے بیت المقدس کا جائزہ اور کئی دیگر مذہبی
موضوعات۔ پاکستان کے وزیر خارجہ نے اسمبلی میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے
کہا ہے کہ ایجنڈے کے ان امور کے پیش نظر یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس کانفرنس کے
پس پشت کسی غیر ملکی طاقت کا ہاتھ بھی ہے۔ مگر ہمارے لئے ایجنڈے کے یہی
موضوعات ہی تو استعمار و استشرق کے اسلام دشمن عزائم کی غمازی کر رہے ہیں۔ عالم اسلام
کے ذلت و ادبار کے محرک بیشمار مسائل اور مغربی تہذیب کی پیداوار بیشمار قبائح، بے پردگی،
مخلوط تعلیم، سینما، فحاشی، دینی اقدار سے بغاوت، اسلامی علوم سے گریز اور اس قسم کے لاتعداد
قابلِ توجہ امور کو چھوڑ کر صرف اپنی امور اور مسائل کو زیرِ بحث لانا جو عرصہ سے مستشرقین یورپ
اور ان سے متاثرہ نام نہاد اسلامی سکالروں اور محققین نے ایک خاص نقطہ نگاہ سے
مشقِ تحقیق بنائے ہوئے ہیں۔ کیا یہ چیز اس امر کی نشاندہی نہیں کر رہی کہ ملاشیا کی اسلامی کانفرنس
کی اسٹیج پر یہ تازہ ڈرامہ کسی خاص مقصد کا آئینہ دار ہے، اسلام ان تمام امور کی شرعی اور
قطعی حیثیت کے بارے میں واضح اور دو ٹوک فیصلہ کر چکا ہے۔ ان میں سے نہ تو عائلی اور معاشرتی
قوانین قابلِ تبدل ہیں اور نہ زکوٰۃ کے مقادیر اور مصارف تغیر پذیر ہیں اور نہ نماز روزہ کو اپنی
شرعی حیثیت سے گھٹایا یا بڑھایا جاسکتا ہے۔ نہ تو سود اور سودی بنکاری شریعت کی نگاہ

میں قابل برداشت ہو سکتی ہے اور نہ اسلام زکوٰۃ اور وراثت جیسے طے شدہ امور میں کسی کو کمی و بیشی کی اجازت دے سکتا ہے۔ بحث ہونی چاہئے تو یہ کہ تجارت، معاشرت اور تمدن پر مسدّد غیر اسلامی طریق کار سے کلّو خلاصی کی صورت اور اس کا متبادل حل کیا ہے۔ اسلام کے قانون وراثت کی پوری رعایت اور نگہداشت کیسے کی جاسکتی ہے۔؟ نہ یہ کہ ہم عصری تقاضوں سے اسلام کو ہم آہنگ کرنے کے لئے ان مسلمہ اصول اور مسائل پر ہاتھ صاف کرنے لگیں۔ مغربی اقوام اور ان کے اہل علم، علمی ادارے، فاؤنڈیشن، ریسرچ انسٹی ٹیوشن اور مستشرقین کی شکل میں ایک بہت بڑی مضبوط اور منظم طاقت ابتداء سے اس کوشش میں مصروف ہے کہ علمی تحقیق، نظریاتی غور و فکر اور تحقیق و ریسرچ کے نام سے اسلامی اقتدار اور دینی روح سے مسلمانوں کا رشتہ کسی طرح کاٹ دیا جائے۔ اس کا اندازہ یورپ کے اونچے پایہ کے مستشرقین گوٹڈ، تسہیر، اسمتھ، شاخت اور مارگویتھ کی تحقیقات اور اسلام کے بارہ میں انکشافات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ ان کے طرز فکر پر سوچنے والے ہمارے ہی ان لوگوں کے پروردہ تلامذہ کے اب تک کے کارنامے اس کے مزید شاہد عدل ہیں، ان لوگوں کو ہمارے ہاں کام کے آدمی اگر مل سکتے ہیں تو فضل الرحمان قسم کے لوگ اور قابل امداد معلوم ہوتے ہیں۔ اسلامی تحقیقاتی قسم کے ادارے جنہیں اسمبلی کی ایک رپورٹ کے مطابق لاکھوں روپیہ یورپ کے ایک فاؤنڈیشن نے علمی امداد کے طور پر دیا۔ یہ فاؤنڈیشن امریکہ کے رسوائے زمانہ شعبہ جاسوسی سی آئی اے کے زیر نگرانی کام کر رہا ہے۔ اسلامی ممالک میں تجدّد اور لاوینیت کی راہ ہموار کرنے اور وہاں کے مسلمانوں کے دینی تَصَلُّب کا اندازہ لگانے کیلئے مختلف وقفوں سے اس قسم کے کلّو کیم اور کانفرنس منعقد کرائے جاتے ہیں جس کا ایک نمونہ ہمارے ہاں چند سال قبل لاہور کے اسلامی کلّو کیم

سنا ہے کہ ہمارے دوست ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب بھی اسی فاؤنڈیشن کے زیر سایہ کراچی کے ایک ذیلی ادارہ میں اس وقت مصروف کار ہیں، معلوم نہیں یہ بات کہاں تک صحیح ہے، سرکاری سطح پر تردید کے باوجود اب تک ماہنامہ فکر و نظر کی پرنٹ لائن پر ڈاکٹر صاحب کا نام بحیثیت ناشر دیکھ کر مام تاثر یہی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا رابطہ اب تک ادارہ تحقیقات سے قائم ہے۔ اسلامی مشاورتی کونسل ایک اہم ادارہ ہے ڈاکٹر صاحب کے بارہ میں کہا گیا ہے کہ انہیں اس ادارہ سے الگ کر دیا گیا ہے مگر کیا اس ادارہ میں مشرقی پاکستان سے الٰہ اہاشم جیسے بد دین اور ملحد شخص کو نامزد کر کے ڈاکٹر صاحب کی کمی نہیں پوری کی گئی۔

اور پچھلے سال راولپنڈی کی اسلامی کانفرنس کی شکل میں سامنے آچکا ہے۔ ایسی کانفرنسوں کے غور و فکر کا محور صرف ایک ہی رخ ہوتا ہے، اگر کانفرنس کی عام فضا ان کے لادینی عزائم سے ہم آہنگ ہو جائے تو اس کے مباحثات اور مذاکرات کو خوب اچھالا جاتا ہے اور اگر دوچار متصائب، پختہ علم اور راسخ العقیدہ علماء حق کی وجہ سے متغلبین اپنی اغراض خبیثہ میں شکست کھاجائیں تو ایسی مجالس کے تمام زیر بحث امور اور فیصلوں کو پردہ خفا اور گوشہ گمنامی میں ڈال دیا جاتا ہے۔ راولپنڈی کی اسلامی کانفرنس اس کی واضح مثال ہے جس کی اسٹیڈنگ کمیٹیوں کی اصل حقیقت اور اس کے اصل محرکات تو تب ظاہر ہوں گے جبکہ اس کے فیصلوں اور بحث و مباحثہ کے پس منظر میں اس میں شرکت کرنے والوں کی علمی اور دینی حیثیت سامنے آ جائے۔ ملائیشیا کی موجودہ سیاسی حیثیت پھر پچھلے دنوں بعض اسلامی امور کے بارہ میں اسکی پارلیمنٹ اور عدالتوں کے غیر اسلامی انداز فکر اور عالمی پیمانہ پر زیر بحث مسائل پر ایک ہی انداز میں غور و خوض کی بناء پر ہمیں خدشہ ہے کہ کہیں یہ کانفرنس بھی اسلام کو لادینی مغرب کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرانے کی ایک سعی نہ ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ اس قسم کی ہر سعی بالآخر بے کار اور لاعمل ہی ثابت ہوگی کہ اس قسم کی کانفرنسیں خواہ کتنی ہی "عظیم اور لامثال" کیوں نہ ہوں، اسلام کی ابدیت اور قطعیت پر ہرگز ہرگز اثر انداز نہیں ہو سکتیں، بلکہ اسلام کی حفاظت کے لئے خداوند کریم کی غیبی امداد کی بناء پر ایک گونہ اطمینان ہے کہ مصر کے مجمع البحوث اور راولپنڈی کی اسلامی کانفرنس کی طرح یہ کانفرنس بھی متحدین اور ملحدین کی شکست اور اسلام کی سچائی اور ابدیت کے اعلان کا ذریعہ بن جائے گی کہ جس ذات نے اسلام کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا ہے وہ ہر دور میں "فتنہ اور شر" کے ایسے ہی مواقع سے "خیر" کا پہلو ظاہر کرتا چلا آیا ہے۔

حال ہی میں ہندوستان میں حضور نبی کریم فخر کائنات رحمت العالمین کی اعلیٰ و ارفع شان میں مشہور مؤرخ ڈائن بی کی گستاخانہ حرکت پر منظر ہرے ہوئے، بلاشبہ ناموس رسالت پر مرتٹنے والوں کا جان و مال سے بے نیاز ہو کر میدان میں کود پڑنا تقاضائے دین و ایمان ہے اور کوئی مسلمان ذلیل لیرپ کی آئے دن کی ایسی کمینہ حرکات پر خاموش نہیں رہ سکتا۔ ڈائن بی اسلام کے حق میں مغربی علماء میں سب سے زیادہ وسیع الظرف حقیقت پسند